بغیر اپنے کاموں پر مستعد نظر آتے تھے یہ یقیناً حضرت خلیفۃ المسیح کی تربیت اور برکت کا فیض ہے جس کی دنیا میں جماعت احمدیہ کے باہر کوئی مثال نہیں ملتی۔

اسلام آباد (Tilford) میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا مزار ہے اور ساتھ حضرت بیگم صاحبہ کا بھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع اور حضرت بیگم صاحبہ کے مزاروں پر تین بار حاضر ہو کر دعا کرنے کی توفیق بخشی۔ یوں لگتا ہے کہ کل کی بات ہوا اسلام آباد پاکستان میں حضرت خلیفہ ثالث فوت ہوئے اگلے روز ربوہ میں حضرت خلیفہ رابع مسند خلافت پر منتخب ہو کر بیٹھے دو سال سے بھی کم عرصہ پاکستان رہ کر لندن چلے آئے اور دیارِ غیر میں ہی اللہ تعالیٰ کے کاموں میں حد درجہ مصروف رہ کر اور اپنے فرض منصبی کو کمال خوبی سے ادا کر کے وہیں اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ ع

فاصلے بڑھ گئے پر قُرب تو سارے ہیں وہی

اللہ تعالیٰ نے قادیان میں حضرت مسیح موعود اور حضرت خلیفہ اول کے مزاروں پر چند بار اور ربوہ میں حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی اور حضرت خلیفہ ثالث کے مزاروں پر کئی بار اور لندن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے مزار پر دعا کرنے کا موقع دیا اور اس پاکیزہ وجود کی یادیں ابھر کر سامنے فلم کی طرح گردش کرنے لگیں۔ جن کو یہاں بیان کرنے کا موقع نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند سے بلند فرمائے اور آپ کے پیشرو خلفاء کے بھی اور سب سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود اور آپ کے آقا و مطاع کے درجات بلند فرمائے خلیفہ وقت کو صحت و سلامتی سے رکھے اور جماعت کو استحکام اور ترقیاں نصیب کرتا چلا جائے اور ہم غریبوں کو ہمیشہ خلافت کے قدموں میں رکھ کر نسلاً بعد نسلٍ سرفراز فرماتا رہے اور ہر ٹھوکر سے محفوظ رکھے اور سلسلہ کے لئے مفید اور کارآمد وجود بنا دے۔

آج کرۂ ارض پر امن اور آشتی کا پیغام پھیلانے والی ایک ہی جماعت ہے اور وہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہے حضرت مسیح موعود نے بھی اور حضرت مصلح موعود نے بھی اور سارے خلفاء نے بھی یہی تعلیم دی حضرت مصلح موعود نے نوجوانوں کو مخاطب کر کے فرمایا۔

امن کے ساتھ رہو فتنوں میں حصہ مت لو
باعث فکر و پریشانی حکام نہ ہو

کیونکہ حضرت مسیح موعود نے فرمایا تھا۔

کوئی راہ نزدیک تر راہ محبت سے نہیں
طے کریں اس راہ سے سالک ہزاروں دشت خار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اسی کی تائید میں کہا تھا

Love For All Hatred For None

کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔

اس ماٹو کو ایک عالمی شہرت حاصل ہو گئی اور یہی ماٹو ان ملکوں میں احمدیت کی پہچان بن گیا ہے اس لئے ہر معزز مہمان جسے خطاب کرنے کا موقع ملا وہ اس پر آشوب اور دہشت گردی کے دور میں جماعت احمدیہ کی امن و سلامتی کی امتیازی شان کو ہی اس ماٹو کے حوالے سے بیان کرتا رہا اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ایک عظیم الشان نشان ہے۔

محترمہ بی بی باچھی صاحبہ کی یادیں

ص۔ بشیر سامی

میری عمر کے وہ لوگ جو دنیاداری کے دھندوں سے کسی حد تک فارغ ہو جاتے ہیں، دن تو اُن کا کسی نہ کسی طرح گزر جاتا ہے مگر رات ہوتے ہی جب سر تکیہ پہ رکھتے ہیں تو یادوں کے در کھل جاتے ہیں، پرانی یادوں اور جدائیوں کے غم سے رات بھیگ جاتی ہے، تو کبھی مسکراہٹیں ہونٹوں پر صبح تک جگائے رکھتی ہیں۔

آج جو مجھے بہت ہی پیارے تھے اُن اپنے محسنوں کی یاد جو مجھے بہت عزیز ہے لکھنے لگی ہوں۔ پہلے کچھ پس منظر بیان کر دوں تا کہ خود کو سمجھانے میں آسانی ہو۔

میرا بڑا بیٹا اپنے کام کے سلسلہ میں امریکہ میں مقیم تھا، اس سے پہلے کبھی وہ گھر سے باہر اکیلا نہیں رہا تھا، ہر دو ماہ کے بعد مجھے فون آ جاتا کہ اُمی آپ آ جائیں اور مجھے جانا پڑتا، جب کہ گھر پر بھی میرے باقی بچوں کے ساتھ بہت ذمہ واریاں تھیں، اس کا حل ہم دونوں میاں بیوی نے یہ نکالا کہ اس کی شادی کر دی جائے۔ ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے پاس دُعا کے لئے گئے، اور اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ ہم اپنے بیٹے کی شادی کرنا چاہتے ہیں، اور خواہش یہ بھی ہے کہ پاکستان سے بہو لائیں، اور ساتھ حضور کو یہ بھی بتایا کہ جس کمپنی میں میرا بیٹا کام کرتا ہے وہ اُس کی بیوی کو اُسی وقت ویزا دے دیں گے۔ جب اُس کی شادی ہو جائے گی یعنی بیوی کو لانے میں کوئی دشواری نہیں پیش آئے گی اور یہ سارے کام مجھے ایک ماہ میں ہی کرنے تھے اور جانا بھی مَیں نے اکیلے تھا۔ (میرے بیٹے کو شادی کے لئے صرف پندرہ دن کی چھٹی پہ آنا تھا) حضور نے فرمایا ''ہاں ہاں کیوں نہیں تم پاکستان جاؤ مَیں پاکستان منگلا صاحب کو فون کرواتا ہوں'' اور اُسی وقت پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو بلوایا تاکید کی کہ منگلا صاحب کو فون کر دیں اور ساتھ ہی بی بی باچھی صاحبہ کو بھی اطلاع کر دیں کہ جہاں تک ہو سکے مدد فرماویں، آپ نے ربوہ میں میری قیام گاہ کا فون نمبر بھی لے لیا۔

مَیں ابھی لندن میں ہی تھی کہ میرے جانے کی اطلاع پاکستان پہنچ چکی تھی۔ ہم نے جلدی جلدی سیٹ بک کروائی پھر بھی مجھے ایک ہفتہ جانے میں لگ گیا، لاہور بھی مجھے ایک دو دن لگ گئے تو ربوہ سے مجھے فون آیا کہ آپ کہاں ہیں؟ آپ کے لئے روزانہ فون آ رہے ہیں، آپ نے کب ربوہ آنا ہے۔ مَیں فوراً ربوہ گئی بی بی باچھی صاحبہ سے فون پر بات ہوئی۔ اور اگلے دن میں اُن کے گھر گئی۔ بی بی باچھی صاحبہ سے اس سے قبل میری کوئی بہت زیادہ جان پہچان نہیں تھی، میری بیٹی لبنیٰ حضور کے گھر ڈیوٹی دینے جاتی تھی تو مجھے بھی کبھی اُس کے ساتھ جانے کا موقعہ مل جاتا تھا، اس طرح وہاں بی بی کے ساتھ ایک دو بار مختصر سلام دُعا ہوئی تھی، احترام کی وجہ سے میں بہت کُھل کر نہیں مل سکی تھی۔

میری زندگی کا زیادہ حصہ پاکستان سے باہر گزرا ہے، اسی وجہ سے ان سب کے ساتھ رابطہ کرنے میں بہت مشکل محسوس ہو رہی تھی، مَیں بے تکلفی سے بات نہیں کر پا رہی تھی، مگر بی بی باچھی صاحبہ کی شفقت نے مجھے حوصلہ دیا، مجھے بہت اچھی طرح سنبھال لیا، میں تو وہاں کسی کو بھی نہیں جانتی تھی، لیکن بی بی باچھی صاحبہ نے میری رہنمائی فرمائی سب جگہ میرے ساتھ گئیں۔ الحمد للہ ایک ماہ کے اندر جس مقصد کو میں لندن سے پاکستان لے کر گئی تھی کامیاب ہو گئی اور میرے بیٹے کی شادی ان سب معزز اور قابل احترام محسنوں کی شرکت سے انجام پائی۔

یہ سب میری وجہ سے نہیں ہوا، یہاں پر ہم حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی محبتوں اور شفقتوں سے تو مالا مال تھے ہی، مگر پیارے حضور نے میرے لئے پاکستان میں بھی محبتوں کی بوچھاڑ کروا دی، جن کو بھی یہ علم ہوتا کہ مجھے حضور نے اس شادی کے لئے بھجوایا ہے میرا کام ہاتھوں ہاتھ کرتا، سب لوگوں نے اتنی محبت دی کہ مجھے محسوس نہیں ہونے دیا کہ میں نے یہ شادی اپنی فیملی کے بغیر اکیلے میں کی ہے۔ بی بی باچھی صاحبہ کے ساتھ محبت اور شفقت کا ایسا تعلق بنا کہ اُس کے بعد میں جب بھی پاکستان جاتی اُن کو ملنے جاتی تو میرے لیئے کوئی نہ کوئی تحفہ تیار ہوتا، اور اُن کا جب بھی لندن آنا ہوتا اگر مجھے کسی وجہ سے ملنے میں دیر ہو جاتی تو پیغام آتا کہ تم ملنے کیوں نہیں آئی ہو، پھر ان محبت کے رشتوں کو مزید تقویت سعدیہ خان (بی بی امۃ الجمیل صاحبہ کی بیٹی) کی وجہ سے ملی، سعدیہ بی بی میرے گھر کے قریب رہتی ہیں اور اُن کے بچے اُس وقت جس سکول میں جاتے تھے وہ سکول بھی میرے گھر کے سامنے ہی تھا، اس طرح ہم ایک دوسرے کی ضرورت بھی بن گئے تھے، سامی صاحب (مرحوم) سعدیہ کو اپنی بیٹیوں ہی کی طرح پیار کرتے تھے، سعدیہ کے لئے ہمارا گھر کوئی غیر نہیں ہے، اُن دنوں جب بی بی باچھی صاحبہ پاکستان سے تشریف لائیں تو سعدیہ کے گھر قیام کیا، بی بی جمیل صاحبہ اور اُن کی چھوٹی بیٹی (بی بی صوفیہ) کا قیام بھی سعدیہ کے گھر ہی تھا، ظاہر ہے میری تو یہ خوش نصیبی تھی اکثر ملنا رہتا۔

سامی صاحب کا جماعتی کاموں کی وجہ سے ہر روز ہی بیت الذکر جانا ہوتا تھا، اس طرح کبھی کبھار ان معزز مہمانوں کو لفٹ دینے کا اعزاز بھی مل جاتا تھا، اسی طرح ایک دن سعدیہ کا فون آیا کہ کیا آپ نے جمعہ پر جانا ہے؟ اگر جانا ہے تو اُمی کو بھی ساتھ لے لیں مَیں نے کہا کیوں نہیں، ہمارے ساتھ بی بی باچھی صاحبہ اور بی بی جمیل صاحبہ اور ان کی بیٹی صوفیہ صاحبہ جمعہ کے لئے گئے اور واپسی بھی ہمارے ساتھ ہی ہوئی، واپسی پر مَیں نے دعوت دی کہ آج تو آپ سب میرے ساتھ ہی ہیں ہمارے گھر چلیں، کہنے لگیں، آج نہیں پھر کبھی آئیں گے، مَیں نے کہا یہ تو آپ ہمیشہ کہتی ہیں، آج میں نے کوئی خاص نہیں گو بھی گوشت بنایا ہے کھانا کھا لیں، ہم نے بھی ابھی نہیں کھایا، اُنہوں نے پھر کبھی آنے کا کہہ کر مجھے چپ کرا دیا مَیں احترام کی وجہ سے زیادہ اصرار نہ کر سکی، سامی صاحب مجھے گھر اُتار کے اُن کو چھوڑنے چلے گئے، مَیں ابھی کوٹ وغیرہ اُتار کے کچن میں آئی ہی تھی کہ دروازہ کھٹکا کھولا تو سب بیگمات مسکراتے ہوئے سامنے کھڑی تھیں، بی بی باچھی صاحبہ اور بی بی جمیل صاحبہ کہنے لگیں لو اللہ میاں نے تمہاری بات سُن لی ہے، سعدیہ تو گھر پہ نہیں تھی، تمہاری بھی خواہش پوری ہو گئی، میری تو خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی، مگر گھبراہٹ بھی ہوئی کہ معزز مہمانوں کی خاطر خواہ مہمان داری کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے، پہلے سے ہی تیار شامی کباب چٹنی گو بھی گوشت اور گرم گرم پُھلکے مکھن لگا کر پیش کیے، مَیں تو دل میں شرمندہ سی تھی، مگر معزز مہمانوں نے میری اتنی دلجوئی کی کہ میں کبھی بھول نہ پاؤں گی، اُس کے بعد جب بھی ملاقات ہوتی اُس سادہ سے کھانے کی تعریف ضرور ہوتی۔

اُس کے بعد تو جب بھی بی بی باچھی صاحبہ کا آنا ہوا بیت کے قریب ہی رہائش پذیر ہوئیں، وہیں پہ سب کی ملاقاتیں ہوتیں، پوری جماعت کے ساتھ ہی وہ بہت پیار کرتی تھیں، جس سے بھی بات کریں وہ بی بی باچھی کے بارہ میں یہ ہی کہے گا کہ وہ سب سے زیادہ مجھے ہی پیار کرتی تھیں اور یہ سچ بھی ہے اُن کی شخصیت اتنی دلربا اور پُرکشش تھی کہ دل یہی چاہتا ہے کہ کہا جائے کہ وہ صرف میرے ساتھ ہی پیار کرتی تھیں، میری اُن سے آخری ملاقات جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوئی۔ مَیں سٹیج کی طرف گئی وہاں بی بی جمیل صاحبہ اور بی بی باچھی صاحبہ دونوں بہنیں کرسیوں پر بیٹھی تھیں دونوں کو سلام کیا ہاتھ ملایا، آج بھی آنکھیں بند کرتی ہوں تو بی بی باچھی صاحبہ کے ہاتھ کا لمس میں محسوس کر سکتی ہوں۔ یہ واجب الاحترام مقدس بزرگ ہستیاں جنہوں نے ہمیں نیکی کے راستے دکھائے اور پل پل محبتوں کے درس دیئے، ہماری خوشیوں اور دکھوں میں شریک ہوئیں، وہ آج ہم میں نہیں ہیں، مگر اُن کی یادیں بہت ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو جنت الفردوس میں اعلیٰ سے عالی مقام عطا کرے، اور ہمیں بھی نیکیاں کرنے کی توفیق ملے تا کہ وہاں ہم بھی سب اُن جنتوں کے وارث بن سکیں۔ آمین ثم آمین